مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، عید کے دن ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دینا کیسا ہے؟ برائے مہربانی شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائی جائے۔

الجامعۃ الاشرفیہ
دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

واضح رہے کہ عید کی مبارکباد دینا اس کے بابرکت ہونے کی دعا دینا ہے، جو کہ بذاتِ خود جائز ہے، اس لیے عید کے موقع پر ایک دوسرے کو مبارک باد دینا جائز، بلکہ مستحب عمل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو یہ دعا دیتے تھے کہ «تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَ مِنْکُمْ صَالِحَ الْاَعْمَالِ»، (اللہ تمہارے اور ہمارے نیک اعمال قبول فرمائے)۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے محقق ابن امیر حاج سے نقل کیا ہے کہ ہمارے شام میں لوگ ایک دوسرے کو "عید مبارک" کہتے ہیں، تو اس کو بھی اس دعا کے عموم میں شامل کیا جاسکتا ہے، اس لیے جس شخص کے اعمال قبول ہوگئے تو وہ زمانہ اس کے لیے بابرکت ہوگیا، اس لیے برکت کی دعا دینا جائز ہے، لیکن عید مبارک کہنا فرض یا واجب نہیں، اس لیے اس کو لازم سمجھنا اور اس پر اصرار کرنا درست نہیں ہے۔

كما في الدر المختار : (۲/۱۶۹، ط:دارالفکر)
"(قوله : لاتنكر) خبر قوله: "والتهنئة"، وإنما قال كذلك؛ لأنه لم يحفظ فيها شيء عن أبي حنيفة وأصحابه، وذكر في القنية: أنه لم ينقل عن أصحابنا كراهة، وعن مالك: أنه كرهها، وعن الأوزاعي: أنها بدعة، وقال المحقق ابن أمير حاج: بل الأشبه أنها جائزة مستحبة في الجملة، ثم ساق آثاراً بأسانيد صحيحة عن الصحابة في فعل ذلك، ثم قال: والمتعامل في البلاد الشامية والمصرية "عيد مبارك عليك" ونحوه، وقال: يمكن أن يلحق بذلك في المشروعية والاستحباب؛ لما بينهما من التلازم، فإن من قبلت طاعته في زمان كان ذلك الزمان عليه مباركاً، على أنه قد ورد الدعاء بالبركة في أمور شتى؛ فيؤخذ منه استحباب الدعاء بها هنا أيضاً" اھ ،والله تعالٰی اعلم بالصواب

دار الافتاء
رقم الافتاء 154-16
التاریخ 20-4-23

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۲۹/رمضان المبارک/۱۴۴۴ھ

20/اپریل/2023ء

الجواب صحیح

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ
20-4-23